اداریہ:

محمدؐ

علمبردار وحدت و آزادی

کائنات کے گوشہ گوشے میں چاروں طرف ہولناک و وحشت انگیز تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیائے بشریت اپنا حقیقی اور الٰہی راستہ بھول کر گمراہی، بے راہ روی اور دربدری کا شکار ہو چکی تھی۔ مجموعی اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اقوام عالم پر فتنہ و فساد، ظلم و ستم، اور جہالت و پسماندگی طاری تھی اور انسانیت اس تاریک ماحول میں تباہی و نابودی کے گڑھے کی طرف پیش قدم تھی اور دنیا کے کسی بھی گوشے سے ہدایت و رہنمائی کا کوئی ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی نظر نہیں آتا تھا جس کی روشنی میں بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا وسیلہ فراہم ہو جاتا۔ سب کو ایک ایسے الٰہی رہبر کی تلاش تھی جو دنیائے بشریت کی اصلاح اور ترقی و خوشحالی کی زمین ہموار کر دے۔

آخر کار وہ مبارک گھڑی آگئی اور سال عام الفیل در ربیع الاول کے مہینے میں وہ مسعود و مبارک دن بھی آگیا جو دنیائے بشریت کے لئے عظمت و سعادت اور وحدت و آزادی حاصل کرنے کا باعث بن گیا۔ نور خداوندی تمام مراتب وجود اور غیب و شہود کی منزلیں طے کرتا ہوا حضرت آمنہ کی آغوش میں منور ہو گیا۔ جی ہاں! یہی وہ نور ہے جس کی تلاش میں فقط انسان ہی نہیں بلکہ صاحبان عرش اور دیگر انبیاء و اولیاء بھی یادگار عالیہ الٰہی کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"خداوند عالم نے حضرت محمدؐ کو اس وقت مبعوث رسالت فرمایا جب نہ کوئی پرچم ہدایت موجود تھا نہ کوئی چراغ روشن تھا اور نہ راہ حق دکھائی دے رہی تھی۔"[1]

جی ہاں! یہ حضرت ختمی مرتبت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظیم شخصیت تھی جس کے نور سے معاشرہ میں موجود تفرقہ و بیگانگی، مصیبت و پریشانی، انحراف و گمراہی غلامی و بے سر و سامانی اور غفلت و عداوت کو لوگوں کے درمیان وحدت و اتحاد، مسرت و خوشحالی، ہدایت و رہنمائی، آزادی و سربلندی اور اخوت و برادری میں تبدیل ہو گئی۔ وہ ساری زندگی پوری دنیائے بشریت کو

وحدت واتحاد اور صلح وسلامتی کا درس دیتے رہے اور فقط اپنے اقوال وارشادات ہی نہیں بلکہ اپنے اعمال وافعال سے بھی وحدت واتحاد کا ثبوت فراہم کرتے رہے۔ مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے کر اخوت وبرادری کا پیغام دیا اور جگہ جگہ تفرقہ واختلاف سے دوری وعلیحدگی پر تاکید کرتے ہوئے یہ پیغام سناتے رہے کہ اختلاف کا آخری انجام نابودی ہے۔ اگر ملت اسلامیہ عالم نے ان کے اس پیغام وحدت کو عملی طور پر یاد رکھا ہوتا تو آج عالمی سطح پر بالخصوص فلسطینی مسلمانوں کے قتل وغارتگری کا بازار اس طرح گرم نہ ہوتا اور عالم اسلام پر ایسی کمزوری وبے سروسامانی نہ طاری ہوتی۔

دوسری طرف پیغمبر اسلام نے اپنی عظیم تعلیمات کے ذریعہ دنیائے بشریت کو فکر وشعور کی بیداری اور حقیقی استقلال وآزادی سے مالامال کر دیا۔ در حقیقت لفظ آزادی مختلف النوع مفہوم کا حامل ہے اور دنیا کی قوموں نے اس لفظ کو مختلف مفاہیم کو ادا کرنے کے لئے استعمال کیا ہے جبکہ اس کا مفہوم نہایت واضح اور بالکل سادہ وآسان ہے۔ پیغمبر اکرم کی ایک اہم ذمہ داری انسان کو غیر خدا کی غلامی وبندگی سے آزادی دلانا ہے۔ [۲] اور اگر انسان غیر خدا کی بندگی سے نجات حاصل کر لے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کو کسی قسم کی بندگی کا شکار نہیں بنا سکتی۔

سورۂ اعراف کی ۱۵۷ویں آیۂ کریمہ میں پیغمبر اکرم کی مسؤلیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال اور نجس وگندی وپلید چیزوں کو ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ اور انھیں سخت ودشوار فرائض کے بھاری بوجھ اور آداب ورسوم اور نامناسب عادات واخلاق کی زنجیروں سے آزادی دلاتے ہیں [۳]

اسلامی مکتب فکر میں آزادی سے مراد فقط سیاسی اور سماجی آزادی ہی نہیں ہے البتہ اس مکتب میں سیاسی اور سماجی آزادی کو غیر معمولی اہمیت کی نگاہ میں دیکھا گیا ہے حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ "کسی دوسرے کی غلامی وبردگی قبول نہ کرو کیونکہ خداوند عالم نے تمہیں آزاد خلق کیا ہے۔" [۴]

سیاسی اور سماجی آزادی دنیا کے مادی اور معنوی مکاتب فکر کا مشترکہ ارمان رہی ہے لیکن اسلام آزادی کی سرحدوں کو اس سے بہت آگے تسلیم کرتا ہے۔ دنیا کے سامراجی اور اشتراکی مکاتب فکر کی طرف سے جب آزادی کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے تو اس کا مقصد ہوتا ہے اس دنیا میں آزادی لیکن جب اسلام نجات وآزادی کی آواز بلند کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے دنیا سے آزادی۔ یعنی انسان اپنے مطالبات اور متعلقات دنیوی سے آزاد ہو جائے البتہ اس کا مطلب دنیا سے فرار اختیار کرنا ہرگز نہیں ہے۔ اسلام نے رہبانیت کی اتنی ہی

مذمت کی ہے جتنی دنیا طلبی کی۔ پیغمبر اسلام کا ارشاد گرامی ہے (لا رهبانية فی الاسلام)۵

دنیا کا ہر آدمی ابتدائی مرحلہ میں دنیوی مطالبات کے جھمیلے میں خود کو گرفتار کر لیتا ہے اور اس کے بعد دوسرے لوگ اسیری کی زنجیروں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ خود پسند اور زیادہ سے زیادہ کی تڑپ میں مبتلا انسان شروع میں خواہشات کے بندھن میں اسیر ہوتا ہے اور پھر ان مطالبات کی تکمیل کی خاطر دوسروں کو اپنے دباؤ میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا کے مطلق العنان اور تاناشاہ حکمران دنیا کی ہر چیز کو اپنے لئے چاہتے ہیں۔ جبکہ دنیوی مطالبات سے کنارہ کش پیغمبر عوام الناس کی نجات و آزادی کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ مولانا روم پیغمبر اکرمؐ کے اس قول "من كنت مولاه فهذا علی مولاه" کی تفسیر اس انداز میں پیش کرتے ہیں۔

زین سبب پیغمبر با اجتهاد	نام خود و آن علی مولا نهاد
گفت هر کو را منم مولا و دوست	ابن عم من علی مولای اوست
کیست مولا آنکه آزادت کند	بند رقیت زپایت برکند
چون به آزادی نبوت هادی است	مؤمنان را زانبیاء آزادی است
ای گروه مؤمنان شادی کنید	همچو سرووسوسن آزادی کنید ۶

حوالے:

۱۔ بعثه حين لا علَم قائم ولا منار ساطع ولا منهج واضح (خطبه ۱۹٦ نهج البلاغه)

۲۔ فبعث الله محمداً صلی الله علیه وآله وسلم بالحق ليخرج عباده من عبادة الاوثان الی عبادته ومن طاعة الشيطان الی طاعته بقرآن قد بيّنه ولحكمه (خطبه نهج البلاغه)

۳۔ ... يامرهم بالمعروف وينهيهم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التی كانت عليهم..."

۴۔ لاتكن عبد غيرك وقد جعلك الله حراً (نامه ۳۱ نهج البلاغه)

۵۔ ملاحظہ کیجئے آیات : وما الحياة الدنيا الامتاع الغرور۔۱۸۵/آل عمران، وماالحياة الدنيا الا لعب ولهو۔۳۲/ انعام ، وذرالذين اتّخذوا دينهم لعباً ولهواً وغرّتهم الحياة الدنيا۔۷۰/ انعام نیز آیات ۵۱/ اعراف ، ۳۸ / التوبه، ۷ و ۲۳ /یونس۔

٦۔ مثنوی معنوی ، دفترششم۔